REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ — شمارہ ۳۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰/- روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ ہجری — ۱۲ تبوک ۱۳۷۰ ہش — ۱۲ ستمبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ جماعت احمدیہ

اسلام تمام مذاہب کے بزرگوں اور انکی کتابوں کا احترام کرتا ہے

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"
(تحفۂ قیصریہ ص۸)

"اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالۂ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بد زبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سن کر کس کو جوش نہیں آتا ...... وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اس حالت میں پیدا ہو گی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول ہے اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دے گا۔"
(پیغام صلح ص۲۷، ص۳۸)

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ .. تمام عبادت خانوں کا میں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کے عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں اور یہی ہدایت احادیث نبویہ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلہ کے لئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصب کے طریقوں سے دور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔"
(چشمہ معرفت ص۳۹۲، ص۳۱۴)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

سوواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء منعقد ہوگا!

احباب جماعتہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکز سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جلسہ سیرۃ النبی صلعم

۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت یوم ولادت ہے اس روز جماعتہائے احمدیہ بھارت جلسہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کریں اور نتائج سے اپنی رپورٹیں ارسال کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مرزا ... ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز منظوم کلام جو ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء بروز اتوار جلسہ سالانہ یو۔ کے (.U.K) کے آخری اجلاس میں اسیرانِ راہِ مولیٰ کی یاد میں پڑھا گیا۔

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

غم دے کے کسے فکرِ مریضِ شبِ غم ہے
یہ کون ہے جو درد میں رس گھول رہا ہے

یہ کس نے مرے درد کو جینے کی طلب دی
دل کس کے لئے عمرِ خضر مانگ رہا ہے

ہر روز نئے فکر ہیں ہر شب ہیں نئے غم
یارب یہ مرا دل ہے کہ مہمان سرا ہے

ہیں کس کے بدن دیس میں پابندِ سلاسل
پردیس میں اک روح گرفتارِ بلا ہے

کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیرو
تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے

آجاتے ہو کرتے ہو ملاقات شب و روز
یہ سلسلۂ ربطِ بہم صبح و مسا ہے

اے تشنگئ زنداں کے ستائے ہوئے مہمان
وا چشم ہے۔ دل باز۔ درِ سینہ کھلا ہے

تم نے مری جلوت میں نئے رنگ بھرے ہیں
تم نے مری تنہائیوں میں ساتھ دیا ہے

تم چاندنی راتوں میں مرے پاس رہے ہو
تم سے ہی مری نقرئی صبحوں میں ضیا ہے

کس دن مجھے تم یاد نہیں آئے مگر آج
کیا روزِ قیامت ہے کہ اک حشر بپا ہے

یادوں کے مسافر ہو تمناؤں کے پیکر
بھر دیتے ہو دل پھر بھی وہی ایک خلا ہے

سینے سے لگا لینے کی حسرت نہیں مٹتی
پہلو میں بٹھانے کی تڑپ حد سے سوا ہے

یارب یہ گدا تیرے ہی در کا ہے سوالی
جو دان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے

گم گشتہ اسیرانِ رہِ مولا کی خاطر
مدت سے فقیر ایک دعا مانگ رہا ہے

جس رہ میں وہ کھوئے گئے اس رہ پہ گدا ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صدا ہے

خیرات کر اب ان کی رہائی مرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

خطبہ جمعۃ المبارک

تقویٰ کا مضمون کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا اس کا کبھی بھی حق ادا نہیں ہو سکتا اور یہی وہ بنیاد ہے

جس پر جماعت احمدیہ کی آئندہ ایک سو سال کی نہیں بلکہ ہزاروں سال کی عمارت تعمیر ہوئی ہے

میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ تقویٰ کی جڑ نیتوں میں ہوتی ہے ..... خدا کرے کہ انہیں بنیادوں پر ہم اپنے آئندہ معاشرے کی تعمیر کریں

از سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ ظہور ۱۳۷۰ ہش (اگست ۱۹۹۱ء) بمقام مسجد فضل لندن۔

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیۃً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ـــــ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

گذشتہ ایک لمبے عرصہ سے جو تقریباً ۶ ماہ پر پھیلا پڑا ہے نماز کے موضوع پر خطبات کا سلسلہ جاری تھا۔ یہ سلسلہ بند ہونے کے بعد کل میں سوچ رہا تھا کہ اب کس موضوع پر کل کا خطبہ دوں تو اس قسم کا کچھ خلا محسوس ہوا کہ جیسے اچانک چلتے چلتے راہیں ختم ہو جائیں تو ایسی خاموشی ہوتی ہے جس میں خیالات بھی خاموش ہو جاتے ہیں تو رات دعا کر کے سویا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی جس موضوع پر چاہے وہ خطبہ دلا دے۔ میرے ذہن میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ صبح آنکھ اس حالت میں کھلی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقویٰ سے متعلق ایک شعر بڑے زور سے زبان پر جاری تھا اس پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے کہ تقویٰ کا مضمون کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس کا کبھی بھی حق ادا نہیں ہو سکتا اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر جماعت احمدیہ کی آئندہ ایک سو سال کی نہیں بلکہ ہزاروں سال کی عمارت تعمیر ہونی ہے۔ اس لئے اس موضوع پر مزید خطبات کی ضرورت ہے ـــ

اس پہلو سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر سے روشنی پاتے ہوئے کہ ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

مَیں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ

تقویٰ کی جڑ نیتوں میں ہوتی ہے۔

اور اس پر میرا ذہن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس حدیث کی طرف چلا گیا جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ تمام اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے۔ یہ درحقیقت ایک ہی مضمون ہے لیکن طرز بیان مختلف ہے، اظہار مختلف لفظوں میں ہوا ہے لیکن بعینہٖ ایک ہی مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ ہر انسان کے ہر عمل کی جڑ اسکی نیت میں ہوتی ہے پس اگر وہ جڑ تقویٰ ہو تو اس کے اعمال کی تمام تر عمارت خواہ وہ ثریا تک جا پہنچے وہ خدا کے حضور مقبول اور حسین ہوگی۔ ایک خوبصورت اور دلکش اور پائیدار عمارت تعمیر ہوگی اور اگر نیتوں کی جڑ میں نقص پیدا ہو جائے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عمارت کے تصور کو چھوڑ کر جڑ کے تصور سے درخت کی مثال آپ اپنی نظر کے سامنے لائیں تو جو جڑ بیمار ہوتی ہے اس کا تنا بھی بیمار ہوتا ہے اس کے پتے بھی بیمار ہوتے ہیں اس کے پھل بھی بیمار ہوتے ہیں اور بیمار جڑ والے درخت کو آپ جو چاہیں کریں اس کا علاج ممکن نہیں سوائے اس کے کہ اسے جڑوں سے اکھیڑ پھینکا جائے یا ایسی دوا دی جائے جو جڑوں میں اتر کر جڑوں کی بیماری کا کچھ علاج کرے۔ مجھے زمینداری میں بارہا ایسا تجربہ ہوا ہے کہ پودوں کو درختوں کی بہت سی ایسی بیماریاں ہیں جو پتوں پر، پھلوں پر شاخوں پر حملہ کرتی ہیں اور ان کا علاج ممکن ہے لیکن ایسا درخت جو کونپلوں سے سوکھنا شروع ہوتا ہے اور نیچے کی طرف اس کی بیماری کا عمل حرکت کرتا ہے یعنی کناروں سے شروع ہو کر نیچے کی طرف تو ایسے درخت ہمیشہ جڑوں کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور سب کچھ بھی کر لیا جائے اس درخت کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمودہ حدیث جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، اس کو پیش نظر رکھ کر میں آپ سے آج کچھ مخاطب ہوں گا۔

یہ حدیث مختلف کتب میں مروی ہے، کہیں چھوٹی، کہیں کچھ بڑی۔ میں نے جو حدیث لی ہے وہ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اخذ کی ہے اور یہ پوری حدیث اس طرح بیان ہوئی ہے کہ

حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّیْثِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی. فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا، اَوِامْرَاَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ))۔

(بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں (یعنی تمام روایت کا سلسلہ چھوڑتے ہوئے آخری راوی سے اصل مضمون کا ترجمہ بیان کر رہا ہوں، چونکہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر عام خطاب میں بیان فرمائی پس آپ کی روایت یہ ہے) کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے

اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔ پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی اور انکی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کر دیا اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہوگی لیکن جس نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت کی غرض خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی قرار پائے گی جو اس کی نیت ہے اور اسے ثواب میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا یعنی اپنی نیت میں جیسی بھی وہ نیت ہے۔ اس کے مطابق اس کو ملے گا۔

اس حدیث کا اطلاق انسان کی ساری زندگی پر، اس کے تمام خیالات پر اور اس کے تمام اعمال پر ہوتا ہے۔ بہت ہی وسیع مضمون سے تعلق رکھنے والی حدیث ہے اور انسانی نفسیات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ انسانی نفسیات کی وہ جڑ ہے جس کو اگر پکڑ لیں تو ہر انسان کی نفسیات کی الجھن اس سے حل ہو سکتی ہے اور درحقیقت PSYCHIATRIST اسی جڑ کی تلاش میں PSYCHIATRY سے متعلق محنت اور جدوجہد کرتے ہیں اور مختلف مریضوں سے سوالات کرتے کرتے بالآخر ان کی تلاش جڑ کی تلاش ہوتی ہے کہ یہ شخص کیسے بیمار ہوا، آغاز کیسے ہوا تھا۔ دماغ میں وہ پہلا نقش کیسے پڑا تھا جس کے نتیجے میں یہ اتنی پیچیدہ بیماری لاحق ہوئی اور بیماری کے آغاز کا جو آخری نقطہ ہے وہ نیت کے آغاز کا نقطہ ہوا کرتا ہے اس سے آگے پھر سارا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پس انسانی زندگی بہت ہی COMPLEX زندگی ہے۔ بہت ہی الجھی ہوئی اور پیچیدہ زندگی ہے۔ اور اگر آپ بیرونی سے انسانی خیالات کا تجزیہ کرنے

کی کوشش کریں تو بہت ہی مشکل کام ہے۔ اور باہر سے کسی شخص کی نیت تک پہنچنا اگر ممکن بھی ہو تو اسکا اس حد تک جواز نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنے تجزیے کو کسی دوسرے پر ٹھونس سکے۔ پس اس مضمون پر غور کرتے ہوئے یہ نقطہ سمجھ آتا ہے کہ یہ سفر ہر شخص کو خود اختیار کرنا ہوگا۔ اپنی نیتوں کا خدا کے بعد سب سے زیادہ انسان خود واقف ہوتا ہے۔ جب وہ غیروں کے سامنے اپنے ارادے بیان کرتا ہے تو ہمیشہ پیچ وخم کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ ہمیشہ ان کو خوبصورت لباس میں ڈھانپ کر پیش کرتا ہے۔ شاذ ہی کوئی انسان ہو جو اپنے ارادوں کو من وعن اسی طرح کسی کے سامنے رکھ دے ورنہ یہ انسانی فطرت ہے کہ اپنی نیت کو چھپاتا ہے۔ جس طرح جڑ کو مٹی سے ڈھانپا جاتا ہے اسی طرح انسان بھی اپنی نیتوں کو جو پہلے ہی اندر چھپی ہوئی ہوتی ہیں مزید مٹی سے ڈھانپنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں دنیا کے تعلقات میں اکثر فتور واقع ہوتے ہیں بلکہ تمام تر فتور کہنا چاہیئے۔ ایک بھی انسانی تعلقات میں خلل ایسا نہیں، ایک بھی انسانی تعلقات کا فساد ایسا نہیں جس کی بنیاد نیت پر نہ ہو اور نیت میں اگر تقویٰ شامل نہ رہے تو پھر جو بھی درخت اس سے پیدا ہوگا جو بھی نشوونما پائے گا۔ جو درخت بھی پھل دے گا وہ سارے پھل کڑوے اور گندے ہوں گے۔

اس مضمون کو عمومی رنگ میں بیان کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانی تعلقات کے مختلف چھوٹے چھوٹے دائروں میں اس مضمون کا اطلاق کرکے آپکو دکھاؤں اور آپ کو بتاؤں کہ کسطرح

تقویٰ کے فقدان کے نتیجے میں انسانی تعلقات فسادات کی نظر ہو جاتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے اس ارشاد میں ایک مثال نکاح کی دی ہے کہ ایک مرد ایک عورت کی نیت لیکر سفر کرتا ہے یعنی نیتوں کے سفر میں ایک عورت کی طرف رواں ہوتا ہے۔ وہی عورت اسکا مقصود ہے لیکن یہ مضمون چونکہ بہت ہی گہرا اور وسیع ہے اس لیے اس مثال کو سطحی نہ سمجھیں۔ اس مثال کے اندر انسانی تعلقات کے دائرے کا ایک بہت ہی وسیع حصہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ عورت کی طرف انسانی سفر کیسے ہوتا ہے؟ اور کیا وہ ایک ایسی نیت ہے جو ہر شخص میں مشترک ہوتی ہے یا نیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ اس مضمون پر اگر آپ غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا ایک اور ارشاد ذہن میں آتا ہے۔ جسمیں آپ نے فرمایا کہ جب تم شادی کی نیت کرتے ہو تو وہ شادی دنیاوی مناصب اور مرتبوں کی خاطر بھی ہو سکتی ہے۔ خاندانی منصب اور خاندانی وقار اور وجاہت کی خاطر بھی ہو سکتی ہے اموال کی خاطر بھی ہو سکتی ہے اور وہ شادی حسن کی خاطر بھی ہو سکتی ہے لیکن وہ شادی دین کی خاطر بھی ہو سکتی ہے اس لیئے

تمہیں میری نصیحت یہ ہے کہ اپنی شادی دین کی خاطر کیا کرو۔

اب اس مضمون میں جو چار باتیں بیان فرمائی گئی ہیں انپر اگر آپ مزید غور کریں تو اور پھیل جاتی ہیں اور یہ مضمون بہت زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شادی کے معاملہ میں نیتوں کا سفر صرف لڑکا یا لڑکی نہیں کرتے بلکہ ان کے ماں باپ بھی کرتے ہیں ان کی بہنیں بھی کرتی ہیں۔ ان کا معاشرہ بھی کرتا ہے اور یہ سفر بظاہر ایک لڑکی کی طرف ہو یا ایک لڑکے کی طرف ہوگا لیکن اس میں ایک قافلہ شریک ہو جاتا ہے اور ہر ایک اپنے رخ کو دوسروں پر نافذ کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا ایک قسم کی رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے۔ والدہ چاہے گی کہ میرے مزاج اور میری مرضی کے مطابق بہو گھر میں آئے۔ والد اپنی سوچ کے مطابق یہ کہے گا کہ مجھے تو اس قسم کی بہو چاہیئے۔ بہنیں بھائی کے لیئے اپنا ایک تصور جمائے ہوئے ہونگی اور بھائی (کم سے کم ہمارے معاشرے میں) بیچارا سب سے آخر پر آتا ہے، جس کی خواہشات، جس کی تمنائیں خاندان کی جھوکھٹ پر قربان ہونے کے لیئے تیار رہتی ہیں اور والدین اکثر اپنی مرضی کو بیٹوں پر بھی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں، بہنیں بھی ایسا کرتی ہیں لیکن لڑکیوں کے معاملہ میں تو حد سے زیادہ یہ زبردستی کی جاتی ہے اور ناحق ان کے حق میں مداخلت کی جاتی ہے لیکن آگے پھر لڑکے کی اور لڑکی کی اپنی تمنائیں اور آرزوئیں ہیں وہ بھی مختلف ہو سکتی ہیں۔ بارہا ایسے دائرے ہیں اور ایسے زیادہ جگہ جڑ پکڑتی ہیں۔ اب اس ساری صورتحال کو پیش نظر رکھکر اس مثال کو میں بعض جگہ مزید واضح کرتا ہوں، اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعد ازاں جب رشتوں میں خلل واقع ہوتے ہیں تو انکا آغاز کیسے ہوا تھا۔

بعض عورتیں اپنی جہالت میں یہ سمجھتی ہیں

کہ بہو ایسی آنی چاہیئے جس کو ہم جوتی کے نیچے رکھیں اور ہمیشہ اسکو زبردستی تابع زبان رکھیں اور وہ صرف خاوند کی خدمت نہ کرے بلکہ خاوند کے باپ کی بھی خدمت کرے، اسکی ماں کی بھی خدمت کرے، اسکی بہنوں کی بھی خدمت کرے اور پھر اس سے آگے قدم بڑھا کر وہ کہتی ہیں کہ بہو کے سارے، خاندان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ نیچے رہیں، ان کو معلوم رہنا چاہیئے اور یہ احساس ہمیشہ ان کے دل میں جاگزیں رہنا چاہیئے کہ انہوں نے گر کر ہمیں بیٹی دی ہے اگر ہم نہ چاہتے تو ان کی بیٹی کو قبول نہ کرتے۔ ہم نہ پوچھتے تو اور کسی نے پوچھنا تھا۔ رشتہ کے انتظار میں اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لیئے ان ساری باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ بہو ہی نہیں بلکہ بہو کا سارا خاندان بیٹے والے کے خاندان کے سامنے جھک جائے اور اس کے ساتھ پھر دماغ میں مزید مطالبے بھی آجاتے ہیں۔ بعض مائیں کہتی ہیں کہ ہمارا بیٹا ہے، ماشاء اللہ اچھا تعلیم یافتہ ہے، ڈاکٹر ہے، اس کو ایسی بیوی ملنی چاہیئے جو اس کی ڈاکٹری تعلیم کا کچھ مزید انتظام کرے۔ یورپ کے سفر کا انتظام کرے۔ امریکہ کے سفر کا انتظام کرے اور خواہ اسکے ماں باپ اپنی جائیداد بیچیں، اپنے زیور بیچیں، اپنے داماد کے مستقبل کو روشن تر کرنے کے لیئے وہ اپنے گھروں کے دیئے بجھا دیں لیکن انکا فرض ہے کہ وہ ایسا ضرور کریں پھر بعض ساسیں یہ تصور جمائے رکھتی ہیں کہ ان کی بہو ایسی آئے جو دولت سے گھر بھر دے۔ ایک کار بھی لیکر آئے۔ فریج بھی لیکر آئے۔ جوڑے لائے۔ اپنی ساس کے لیئے بھی، اپنی نندوں کے لیئے بھی، ان کے رشتہ داروں کے لیئے بھی اور ہم کسی کو بتا تو سکیں کہ کس قسم کی بہو ہمارے گھر آرہی ہے۔

اس قسم کی جاہل عورتیں ہیں جو اس دنیا میں بھی نہ صرف اپنی نسل کے لیئے بلکہ آئندہ نسلوں کے لیئے جہنم پیدا کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں اور یہی وہ جاہل عورتیں ہیں جو اپنی نسل کو خود جہنم میں جھونکتی ہیں۔ وہ مائیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اُن کے پاؤں تلے جنت ہے وہ یہ مائیں نہیں۔ یہ وہ مائیں ہیں جو ایسی بدنصیب ہیں کہ جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے جنت کی خوشخبری یا جنت کی تمنا کی لیکن اس کے باوجود ان کی بدبختی ان کے پاؤں تلے سے ان کی اولاد کے لیئے جہنم پیدا کرنے کا موجب بن گئی اور سارے معاشرے کو دکھوں سے بھر دیا۔ ایسے تصور والی عورتیں شاذ کے طور پر نہیں ملتیں بلکہ بڑی بھاری تعداد میں آج دنیا میں موجود ہیں۔ پاکستان کے اخباروں میں ہندوستان کی بعض مظلوم لڑکیوں کا تو ذکر ملتا ہے جو جہیز نہ ملنے کے نتیجے میں زندہ جلا دی گئیں لیکن پاکستان میں لاکھوں کروڑوں ایسی بدنصیب لڑکیاں ہیں جو زندہ جلا نہیں دی جاتیں تو زندہ درگور کر دی جاتی ہیں۔ ان کی ساری زندگی جہنم بن جاتی ہے اور ان کے والدین کی بھی تو نیتوں سے دیکھیں کس قدر بڑے فساد واقع ہوتے ہیں۔ اور یہ فسادات پھر آگے بہت سے فسادات پر منتج ہوتے ہیں بعض دفعہ ایسی بچیوں کی طلاقیں ہوتی ہیں اور پھر ان کے بچوں کے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر مقدمہ بازیاں شروع ہوتی ہیں۔ احمدی معاشرے میں تو نہیں مگر غیر احمدی معاشرے میں قتل و غارت تک بات پہنچتی ہے اور مسلسل گھر برباد ہو رہے ہیں اور مسلسل گھر اس بربادی میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس جہنم کا سفر نیت سے شروع ہوا تھا۔ اور نیتوں کی اینٹوں سے یہ سڑک تعمیر ہوئی اور اسی پر چلتے ہوئے یہ خاندان کے خاندان اور ان کی نسلیں جہنم وارد ہونے کا سفر اختیار کرتی ہیں اور کسی کو ہوش نہیں آتی

پس نیت کا فتور ہے جو سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔

اس نیت کو آپ تقویٰ سے بھر دیں تو یہی زندگی جنت بن جاتی ہے اس کے برعکس بعض مائیں ایسی ہوتی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا، وہ اپنی بہو کے لیئے نیک گن چاہتی ہیں۔ نیک گن سے مراد ہے: نیک اخلاق، دیندار، شریف الطبع اور میں جانتا ہوں بہت سی ایسی مائیں ہیں جو پیغام بھیجتی ہیں کہ ہمیں آپ کی کوئی چیز نہیں چاہیئے۔ ہمیں آپ کی بیٹی سے پیار ہے، بہت نیک فطرت ہے، سعید فطرت ہے۔ اچھی ہے۔ ہمارے بیٹے کے لیئے بھی اچھی ہوگی، اپنی اولاد کے لیئے بھی اچھی ہوگی۔ اس لیئے آپ جس طرح چاہیں اس بیٹی کو رخصت کر دیں ہمیں اور کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں اور پھر اس بیٹی کو بڑی چاہت کے ساتھ گھر میں لاتے ہیں۔ چاہت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس سے ایسا حسن سلوک کرتے ہیں کہ وہ بیٹی ان پر فدا ہونے لگتی ہے۔ بہت سے ایسے واقعات میرے علم میں ہیں۔ ایسی ساسیں جن کی بہوئیں ان کو دعائیں دیتی ہیں اور ان کا گھر خدا کے فضل سے جنت نشان بن جاتا ہے ایسی ہی ایک نیک خاتون ابھی کچھ عرصہ پہلے لاہور میں فوت ہوئیں۔ ہمارے میر مبارک احمد صاحب جو جلسہ سالانہ میں بڑی اچھی آواز میں نظم پڑھا کرتے تھے ان کی والدہ تھیں۔

ان کی بہو مجھے ملنے آئی تو ذکر کرتے ہی اسقدر روئی، اسقدر اسکی آواز گلوگیر ہوئی کہ منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ میں حیران تھا کہ ساس فوت ہوئی ہے اور اتنا عرصہ بھی گذر گیا دو یا تین مہینے جتنے بھی تھے۔ یہ کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی وہ کیسی ساس تھی۔ اس نے مجھے ماؤں سے زیادہ پیار دیا ہے اور میری کمزوریوں کو اس طرح نظر انداز کرتی تھی جیسے مجھ میں کوئی کمزوری کبھی تھی ہی نہیں اور اس کی وجہ سے میری ساری زندگی اس کے لئے دعا بن گئی ہے۔ اور میں ہمیشہ اس کو دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔ آپ بھی اس کے لئے دعا کریں۔ ایسی ساسیں خدا کے فضل سے دنیا میں اور بھی ہیں اور

مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے

جب کوئی بہو ملاقات کے دوران اپنی ساس کا ذکر کرتی ہے تو محبت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ جرمنی میں ملاقاتوں کے درمیان بھی ایک بہو ملی تو اس سے میں نے پوچھا کہ تمہاری ساس کا کیا حال ہے؟ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ زندہ ساس ہے، اس کی وفات کا صدمہ نہیں تھا بلکہ محبت کی وجہ سے، اس نے کہا آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ کیسی احسان کرنے والی ساس ہے۔ کس طرح اس نے مجھے پیار دیا ہے اسکی برکت ہے کہ ہمارا گھر جنت بن گیا ہے۔ ایسی ساسیں یقیناً وہ مائیں ہیں جن کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے خبر دی کہ ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

پس ایک عورت کی نیتوں کا سفر آپ دیکھیں۔ اس کا پہلا قدم فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے اور میری اولاد نے جہنم کی طرف جانا ہے یا جنت کی طرف جانا ہے۔ کتنا گہرا ارشاد نبوی ہے حکمتوں کے سمندر کو ایک کوزے میں بند فرما دیا ہے ساری انسانی زندگی کے تمام نفسیاتی مسائل کو حل فرما دیا جب فرمایا: ـــــ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ـــــ یاد رکھنا تمہارے اعمال تمہاری نیتوں سے تشکیل پائیں گے۔ اگر تمہاری نیتیں جنت نشان ہوں گی تو تمہارے اعمال جنت نشان بنیں گے۔

اگر تمہاری نیتوں میں جہنم کی آگ ہو گی۔

تو تمہارے اعمال بھی آگ کی وہ بھٹی بن جائیں گے جو ان میں پڑے گا وہ بھی جہنم میں مبتلا ہو گا اور جن کے وہ اعمال ہوں گے وہ بھی اس بھٹی میں جلیں گے۔ پس نیتوں میں فتور نہ ہونے دیں اور اسی سے ہمارے معاشرے کو جنت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ پھر اسی طرح والد ہے اُس کی نیتوں کا بھی بہت حد تک دخل ہوتا ہے۔ بعض والد چاہتے ہیں کہ ایسا رشتہ ملے جس کے نتیجہ میں بیٹے کو نوکریاں اچھی مل جائیں، حسب نسب کے خاندانی تعلقات ایسے ہوں کہ اس کے نتیجے میں عزت اور مرتبہ بلند ہو۔ ایسا رشتہ ملے جسکے نتیجہ میں اس کو جرمنی انگلستان یا امریکہ میں رہائش نصیب ہو جائے۔ غرضیکہ کئی قسموں کے نیتوں کے فتور ہیں جو لیکر وہ اپنے خاندان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی طرح خاوند کی بہنیں یعنی نندیں ہیں وہ بھی اپنا ایک الگ تصور جمائے رکھتی ہیں اور عموماً عورتوں کے تصور میں آنے والی پر حکومت کا تصور شامل رہتا ہے پھر اسکے برعکس بھی صورت ہے۔ بعض بیٹیوں کو رخصت کرنے سے پہلے ان کی مائیں، ان کی بہنیں ان کے عزیز انکے کان میں کئی قسم کی باتیں پھونکتے ہیں۔ ان کو کہتے ہیں خبردار ہو، دب کر نہیں رہنا۔ کوئی ایک بات کرے تو دس جواب دو، ایسی تیسی۔ کوئی تمہارے دوپٹے پر ہاتھ ڈالے تو اسکی چوٹی پر ہاتھ ڈال دو اور اس طرح دبکے سے رہو کہ شروع سے ہی سارا خاندان تمہارے نیچے لگ جائے اور پھر مسلسل بیٹیوں کو سمجھانے کے لئے کانفرنسز ہوتی ہیں بیٹیوں کو گھر بلایا جاتا ہے اور ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ دیکھو تمہاری ساس نے یہ بات کی، تمہاری نند نے یہ بات کی۔ ایسا فساد ڈالو کہ خاوند اُن کی گُتیں پکڑ پکڑ کر اُن کو گھروں سے نکالے اور یا یہ دیکھو کہ خاوند کہیں اپنے ماں باپ پر، اپنے بھائیوں پر، اپنے عزیزوں پر خرچ تو نہیں کر رہا۔ اگر وہ کر رہا ہے تو اسکے ہاتھ روکو۔ یہ تمہاری اولاد کا حق ہے جو وہ دوسروں کو دے رہا ہے۔ غرضیکہ کئی قسم کی کانفرنسیں ہو رہی ہوتی ہیں اور وہ یہ نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ وہ بیٹی کے لئے جنت نہیں بلکہ جہنم بنا رہے ہیں۔ پس قصور فقط ایک طرف کا نہیں۔ قصور بعض دفعہ دونوں طرف کا اور بعض دفعہ ایک طرف کا ہوتا ہے لیکن ہر دفعہ قصور نیت کا قصور ہوتا ہے اور نیتوں کا جو فتور ہے وہ دنیا میں یا جنت بن کر اُبھرتا ہے یا جہنم بن کر نکلتا ہے۔ پس اپنے بیاہ شادی کے معاملات کو طے کرنے میں سب سے پہلے اپنی نیتوں کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ تبھی قرآن کریم کی ایک آیت جسمیں اس مضمون کو بیان فرمایا گیا ہے، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے نکاح کے موقعہ پر تلاوت کے لئے چنی اور وہ تین آیات جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت فرمایا کرتے تھے انمیں ایک یہ آیت بھی داخل ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○
يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

(سورۃ الاحزاب: آیات ۷۱ - 72)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا: اور سیدھی بات کہو۔ یہاں سچی بات کا محاورہ استعمال نہیں ہوا بلکہ سیدھی بات کا محاورہ استعمال ہوا ہے اور اس پر جہاں تک میں نے غور کیا ہے سوائے اس کے کچھ سمجھ نہیں آتی کہ

جو نیت میں ہے وہ بات بتایا کرو۔

اس پر پردے ڈھانپ کر بات نہ کیا کرو۔

دو قسم کے قول ہوتے ہیں۔ ایک پیچ والا قول ہے۔ اس میں بعض دفعہ جھوٹ نہ بھی بولا جائے تو پیچ ڈال کر بات کی جاتی ہے اور اگلے کو کچھ سمجھ نہیں آتی تو یہ نہیں فرمایا کہ سچ بولو۔ کیونکہ بعض دفعہ سچ بھی ایسا بولا جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں مخاطب صحیح بات کو سمجھ نہیں سکتا اور جنگ کے موقعہ پر اسی قسم کا سچ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے خدعہ قرار دیا یعنی اگر وہ جھوٹ ہوتا تو ہرگز انبیاء اس طرز عمل سے کام نہ لیتے۔ رہتا سچ ہے مگر جنگ کے دوران جائز ہو جاتا ہے اور اس تھوڑے سے بھیس بدلے ہوئے سچ کا نام خدعہ ہے یعنی ہے تو سچ مگر اس نے لباس ایسا اوڑھ لیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں دوسرے شخص کو غلط خبر ملتی ہے اور اسمیں کہنے والے کا قصور نہیں بلکہ اس کی ذہانت کو داد ملتی ہے۔ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم جب غزوہ کی حالت میں تھے یعنی ایک غزوہ کیلئے دشمن سے مٹھ بھیڑ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو رستے میں ایک ایسا شخص آپ کو ملا جو ایک ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جس کے متعلق خطرہ تھا کہ اگر وہ آپ کی منزل کا رخ بھانپ گیا تو دشمن کو مطلع کر دیگا اور اس کے نتیجہ میں جنگ میں ELEMENT کا جو SURPRISE ہوتا ہے یعنی تعجب کے نتیجہ میں دشمن کو زیر کرنا وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا تو اسپر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے جو سب سچوں سے بڑھ کر سچ بولنے والے اور سب سچوں کے سردار تھے، آپ نے اس شخص کو مخاطب کر کے ایک جگہ کا راستہ پوچھا اس جگہ جانا نہیں تھا۔ نہ یہ فرمایا کہ ہم وہاں جانا چاہتے ہیں بلکہ انسان کسی جگہ کا راستہ پوچھ لے۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اس جگہ کا راستہ پوچھا اور آگے گذر گئے، بعد میں جب صحابہؓ نے پتہ کیا کہ یہ کیا بات تھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو ایک جگہ کا راستہ پوچھا ہے۔ اب اسکا اندازہ ہے وہ جو ہے تو یہ اندازہ لگائے کہ ہم ادھر جانا چاہتے ہیں اور پھر فتنہ پیدا کرنے کی خاطر دشمن کو بے شک اس کی اطلاع کر دے، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں تو ذہانت بعض دفعہ سچائی پر ایک لباس اوڑھا دیتی ہے اور جنگ کے دوران یہ نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے اور اسے خدعہ کہا جاتا ہے مگر بیاہ شادی کے عام تعلقات میں خدا تعالیٰ اس کو بھی پسند نہیں فرماتا بلکہ سختی سے اس سے منع فرماتا ہے اور یہ وہ آیت ہے جس نے اس مضمون کو آپ کے سامنے کھول کر رکھا کہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ اے مومنو! تم بیاہ شادی کے لئے ایک دوسرے کی طرف روانہ ہو رہے ہو۔ رشتے ڈھونڈ رہے ہو، رشتے طے کر رہے ہو، ایک بات یاد رکھنا کہ سیدھی بات (سچی بات نہیں، سیدھی بات) کرنا۔ سیدھی بات، جو دل سے اٹھی ہے اور دل تک پہنچے، اس میں کوئی خم نہ ہو، مکر فریب نہ ہو۔ دل کی جو بات ہے وہ بعینہٖ ویسی بیان کر دو۔ جس قسم کی تمہاری لڑکی ہے اسی قسم کی لڑکی بیان کرو تا کہ دیکھنے والے کو کسی قسم کا دھوکا نہ لگے کہ اس لڑکی میں ایک یہ بھی نقص رہ گیا تھا جو ہمارے سامنے پیش نہیں کیا گیا یہی حال لڑکوں کا ہوتا ہے۔

اس ضمن میں نیتوں کے فتور کا ایک اور بھی تماشہ ہے جو اکثر دیکھنے میں آیا ہے دونوں طرف کے لوگ اس نیت سے جاتے ہیں کہ دوسرے کی کمر بند کر لیں

اور دونوں طرف کے لوگ اس نیت سے جاتے ہیں کہ وہ اپنی کرید نہ ہونے دیں۔ اب یہ قول سدید تو درکنار ٹیڑھے پن کی بدترین صورت ہے۔ لڑکے والے کے رشتہ دار مائیں بہنیں وغیرہ اس نیت سے سفر کرتی ہیں کہ لڑکی کے اندر کوئی بے انتہا مرض بھی کبھی پیدا ہوئی ہو، کبھی بچپن میں آنکھوں کا "ٹیر" ہوا ہو یا کوئی ایسی بات ہو تو وہ بھی ہمارے علم میں آجائے تو ہم سنبھال کر رکھیں اور جب چاہیں ان کو طعنہ دے سکیں اور جہاں تک اپنی طرف کا تعلق ہے اس میں ہر بات پر پردہ ڈالا ہوا ہوتا ہے اور اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ معاملات طے کئے جاتے ہیں۔ نہ ادھر قول سدید نہ ادھر قول سدید۔ اس کے نتیجہ میں کیا ہوگا قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں کھولا۔

قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ۔

تم سیدھی بات کرو گے تو اعمال کی اصلاح ہو گی ورنہ اعمال کی اصلاح نہیں ہو سکتی ورنہ فساد بڑھتا چلا جائے گا۔ پس اگر دونوں طرف کچھ کمزوریاں بھی ہوں لیکن اگر بات سیدھی کہی جائے اور صاف اور کھلی کھلی بات کہی جائے تو ان کمزوریوں کے دور ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں اور اصلاح کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں اگر کمزوریوں پر پردہ ڈال دیا جائے اور قول سدید سے کام نہ لیا جائے تو اصلاح کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصلاح تو اعتراف کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ ایک انسان اپنے کسی نقص کا اعتراف کرتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس میں وہ کمزوری ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس کے نفس کے اندر شرمندگی کا ایک احساس پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس کمزوری کو دوسروں کے سامنے بھی رکھ دیتا ہے تو نہ صرف مزید شرمندگی کا احساس بلکہ یہ ایک ارادہ دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ میں اس کو دور کرنے کی کوشش کروں اب تو غیر بھی اس کے واقف ہو گئے ہیں پس کچھ لوگ اپنے نقائص کچھ عرصے تک چھپائے پھرتے ہیں، کچھ عرصے کے بعد وہ دکھائی دینے لگتے ہیں تو زیادہ سنجیدگی سے ان کو توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ میرے پاس کئی قسم کے جلدی مریض آتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک برص کا مریض تھا اس نے مجھے کہا کہ جی! برص تو ہے لیکن کوئی ایسی بات نہیں کپڑوں کے اندر ہے والی، چہرے پر نہیں آئی۔ اور اس کے برعکس ایک مریض کے چہرے پر بالکل چھوٹا سا داغ واقع ہوا ہے اور کوئی مرض کا نشان نہیں تھا لیکن اس بیچارے کی زندگی اس فکر میں اجیرن ہو رہی تھی کہ یہ داغ میرے چہرے پر پڑ گیا ہے تو انسان بنیادی طور پر بہت ہی زیادہ نمائش والا جانور ہے اور بہت زیادہ اپنے نقائص پر پردے ڈالنے والا جانور ہے۔ اس پہلو سے اگر وہ اپنی کمزوریوں کو چھپا لیتا ہے یا سمجھتا ہے کہ چھپی ہوئی ہیں تو اسے اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوگی جیسا کہ میں نے مریض کا بتایا ہے میں اس کے لئے دوائی تجویز کر رہا تھا لیکن اس نے کہا کہ جی! کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کپڑوں کے نیچے ہی ہے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں اگر چہرے پر ایک چھوٹا سا داغ بھی آجاتا تو وہ کئی ڈاکٹروں کے گھر پھرتا اور دیکھتا کہ شاید کہیں سے کوئی علاج مل جائے تو اس لئے اصلاح کے لئے اپنی بیماری کا احساس بھی ضروری ہے کہ اب اس بیماری کا دوسروں کو بھی پتہ لگ رہا ہے یا پتہ لگنے والا ہے اور یہ واقعہ بیاہ شادی کے وقت ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان تقویٰ سے کام لینے والا ہو اور اس کی نیت میں یہ بات داخل ہو کہ وہ تین آیات جو اس نکاح کے موقعہ پر پڑھی گئی تھیں میں ان کا حق ادا کروں گا ورنہ وہ گویا میرے نکاح پر پڑھی ہی نہیں گئیں۔ اگر ان آیات کو سننے کے بعد ان کا حق ادا نہیں کیا تو کسی کی بلا سے چاہے اس کے نکاح پر پڑھی گئی ہوں یا کسی اور کے نکاح پر پڑھی گئی ہوں۔ اس کے نکاح سے تو ان آیات کا تعلق باقی نہیں رہے گا اور

یہ وہ مرکزی آیت ہے جس کا ہر شخص کے نکاح سے گہرا تعلق ہے

اور اس کی آئندہ زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ پس قول سدید سے کام لینے والوں کے لئے پہلی منزل بہت مشکل ہے۔ بیاہ میں دلچسپی رکھنے والے ماں باپ جن کی بیٹیاں جوان ہو رہی ہوں وہ جانتے ہیں کہ کتنا مشکل کام ہے۔ جب دیکھنے والا آتا ہے اور مختلف حالات کا جائزہ لیتا ہے تو اس وقت ساتھ یہ بتا دینا کہ جی! میری بیٹی کو یہ بیماری بھی ہے۔ کتنے ماں باپ ہیں جن میں یہ ہمت ہے۔ پس یہ بہت ہی تلخ قدم ہے جو ان کو اٹھانا پڑتا ہے لیکن متقی ضرور اٹھائے گا اور جو تقویٰ کی بناء پر یہ قدم اٹھاتا ہے خدا اس کا خود کفیل ہو جایا کرتا ہے۔ اس بات کو لوگ بھلا دیتے ہیں۔ نسبتاً پہلا قدم تو تلخ نہیں اٹھاتے لیکن اس کے بعد زندگی کے ہر قدم کو تلخ بنا دیتے ہیں۔ اس بیٹی کا پھر یہ سفر مصیبتوں اور اذیتوں کا سفر بن جاتا ہے۔ بار بار ہر طرف سے اس کو طعنے ملتے ہیں کہ تم تو ہی ہو جس کو یہ دورے پڑتے ہیں، تمہیں اس قسم کی بیماریاں ہیں۔ تم تو دھوکے کے ساتھ ہمارے گھر پر پھینک دی گئی ہو۔ ہم تو کبھی تمہارے منہ کی طرف بھی نہ دیکھتے اگر ہمیں یہ پتہ ہوتا کہ تم اس بیماری میں مبتلا ہو لیکن جو شخص خدا پر توکل کرتے ہوئے، یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت ہے کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر خصوصیت کے ساتھ قول سدید سے کام لینا ہے، قول سدید سے کام لینے کی نیت کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ۔

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ میں میں بیماریوں کو بھی داخل کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا کی خاطر جہاں نیک نیتی کے ساتھ قول سدید سے کام لیا گیا ہے وہاں ایک مریضہ کی بیماری بھی اس میں داخل ہو گئی ہے، ایک مریض کی بیماری بھی اس میں داخل ہو گئی ہے تو میرے نزدیک اصلاح کا یہ وعدہ تو صرف ظاہری اعمال سے نہیں بلکہ بیماریوں اور ہر قسم کے اور عوارض سے بھی ہے۔ پس

میں سب احمدی گھرانوں کو نصیحت کرتا ہوں

کہ شادی کے وقت وہ ہرگز اس لالچ میں کہ کہیں یہ دیکھنے والا بھاگ نہ جائے اپنی بیٹی یا اپنے بیٹے کے عیوب کو چھپائیں نہیں بلکہ خود بتائیں کہ یہ کمزوریاں ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی قبول کرتا ہے تو بسم اللہ۔ اور اس کے بعد قبول کرنے والا پھر خود کم سے کم اتنی عقل تو رکھتا ہو گا کہ اس چیز پر کسی کو طعنے نہ دے۔ عام طور پر بیماریاں اور تکلیفیں جاننے کے بعد پھر جو قبول کرتے ہیں وہ بڑے حوصلے والے لوگ ہوتے ہیں اور خدا کے فضل کے ساتھ ان کو حسن سلوک کی بھی توفیق ملتی ہے۔ چنانچہ میرے علم میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے بیماریاں دیکھیں، ان کو پتہ تھا کہ جو بہو گھر میں آنے والی ہے وہ کس کس عارضے میں مبتلا رہی ہے یا مبتلا ہے اس کے باوجود بعضوں نے خود مجھ سے ذکر کیا کہ ہماری بیٹیاں نہیں بیمار ہوتیں۔ یہ اللہ کی مرضی ہے جس کو چاہے بیمار بنا دے جس کو چاہے شفا عطا کرے تو بھی اچھی ہے۔ نیک فطرت ہے۔ ہمیں منظور ہے اور آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ خدا کے فضل سے

خدا تعالیٰ کے ایسے نیک اور پارسا بندے بھی موجود ہیں

جو تقویٰ کی بناء پر بیاہ شادی کے فیصلے کرتے ہیں۔

پھر جہاں تک دولہا اور دلہن کی نیتوں کا تعلق ہے اس میں بہت سے فتور واقع ہو جاتے ہیں جبکہ بہت سی ایسی نیتیں بھی ہیں جو پاک اور شفاف رہتی ہیں۔ بعض دولہا شکلوں کے پیچھے مرتے پھرتے ہیں کہ شکل ہوئی تو ٹھیک ہے، پھر ہماری زندگی جنت بنے گی حالانکہ ان کو پتہ نہیں کہ شکلیں تو صرف لباس ہیں۔ بعض لباسوں میں نہایت منحوس لوگ قید ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض خوبصورت شکلوں کے اندر ڈائنیں بستی ہیں اور اس کے برعکس بعض بدزیب پنجروں میں بند بڑے بڑے خوبصورت پرندے دیکھے گئے ہیں تو حقیقت میں دین ہی ہے جس کو فیصلے میں سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے لفظ دین رکھا ہے جو ایک بہت ہی وسیع لفظ ہے۔ دین میں صرف مذہب شامل نہیں بلکہ مزاج عادات

طرز زندگی وغیرہ سب کچھ دین کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ پس ایسا کفو ڈھونڈنا چاہیئے جس میں ایک اچھے مزاج کی نیک فطرت، پاک فطرت عورت ہو یا اسی طرح خاوند میں بجائے اس کے کہ دنیا کی وجاہتیں تلاش کی جائیں اگر یہ دیکھا جائے کہ نیک مزاج ہو۔ حلیم طبع ہو، شریف النفس ہو۔ پیار کرنے والا ہو، دوسرے کی خوبیوں کی قدر کرنے والا ہو، دوسرے کی بدیوں سے صرف نظر کرنے والا ہو تو ایسا انسان ہو تو خواہ وہ نسبتاً غریب بھی ہو یا آغاز میں غریب بھی ہو تو ایسے شخص کے ساتھ لڑکی کو رخصت کرنا لڑکی کو جنت کے سپرد کرنے والی بات ہوا کرتی ہے اور اگر اس وقت نہیں تو کچھ عرصے کے بعد خدا تعالےٰ ان کے مالی حالات بھی درست فرما دیا کرتا ہے اور بہت سی برکتوں سے ایسے گھروں کو بھر دیتا ہے۔ جہاں تک ظاہری شکل کے پیچھے چلنے والے یا ظاہری شکلوں کو معیار بنانے والے نوجوانوں کا تعلق ہے ان کا شکل کو اتنی اہمیت دینا اُن کے لئے بعد میں مزید اور مسائل پیدا کر دیتا ہے کیونکہ لڑکی کی شکل ہمیشہ ویسی نہیں رہا کرتی اور کچھ دیر کے بعد ایک شکل کو دیکھ دیکھ کر اس سے دل بھی بھرنے لگ جاتا ہے۔ بیاہ سے پہلے کی دکھائی ہوئی شکل اور چیز ہے اور بیاہ کے چند مہینے کے بعد یا حمل کی حالت میں اسی بیوی کو اسی شکل کو دیکھنا یہ بالکل اور نظارہ ہے اور شکل کی تمنا ان کے اوپر ایسی غالب ہوتی ہے کہ وہ باہر شکلیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کے گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ شکل کے ساتھ وفا پیدا ہو سکے۔

وفا ہمیشہ خوبیوں سے ہوتی ہے۔ وفا ہمیشہ حسن اخلاق سے پیدا ہوتی ہے۔

خالی صورت سے کوئی وفا نہیں پیدا ہوتی۔

ایک بزرگ کے متعلق قصہ آپ نے پہلے بھی سنا ہے، میں آپ کو سنا چکا ہوں لیکن شاید بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو نہ سن سکے ہوں۔ وہ قصہ اس صورتحال پر خوب اطلاق پاتا ہے۔ ایک بزرگ کی بیٹی سے کسی کو محبت ہو گئی اور وہ شخص ایسا تھا جس کے متعلق ان کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کسی قیمت پر بھی اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ رخصت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور وہ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔ بار بار خط لکھتا تھا۔ پیغام بھیجتا تھا۔ کہتا تھا میں تو ایسا آپ کی بیٹی پر عاشق ہوں کہ اس کے بغیر میری زندگی نہیں گزر سکتی۔ میں تو ختم ہو جاؤں گا، اس لئے مجھ پر رحم کریں لیکن وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک صاحب حکمت بزرگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کو شکل سے پیار ہے۔ اس کو عادتوں یا مزاج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے آخر تنگ آکر اس کو دو۲ یا تین ہفتے کا کہا کہ اچھا تم اس عرصے میں آکر اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا۔ میں تیار ہوں۔ خیر وہ بہت خوش ہوا اور دو تین ہفتے کے بعد جب وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ وہی لڑکی سوکھ کر کانٹا ہوئی ہوئی اور اس کے بال جھڑے ہوئے، اس کے ہوش و حواس غائب ہوئے ہوئے، اپنی پرانی شکل و صورت کا ایک پنجر بنی ہوئی تھی تو اس نے حیرت سے کہا کہ یہ لڑکی؟ اس کے ساتھ تو میں نے شادی کرنی نہیں چاہی تھی۔ انہوں نے کہا بالکل وہی چیز ہے۔ صرف یہ ہے کہ اس کے بال میں نے SHAVE کر دیئے ہیں اور اُترا دیئے ہیں اس لئے گنجا سر تمہیں نظر آ رہا ہے اور اس کو میں نے اتنے لمبے عرصے تک جلاب دیئے ہیں تاکہ اس کا بدن گھل جائے لیکن بال بھی محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور جلاب میں جو کچھ نکلا وہ بھی محفوظ رکھا ہوا ہے اس کی بالٹیاں بھی تیار ہیں۔ یہی سب کچھ ہے جس سے تمہیں محبت تھی۔ اس میں کوئی چیز میں نے کم نہیں کی۔ پس یہ بالٹیاں اٹھاؤ، یہ بال اٹھاؤ اور یہ لڑکی لو اور اپنے گھر روانہ ہو تب اسکی آنکھیں کھلیں کہ

دنیا کے عارضی حسن کی محبت کیا حقیقت رکھتی ہے

اس بزرگ نے تو عملاً اس پر یہ ثابت کرنے کا یہ ذریعہ اختیار کیا کہ ظاہری حسن سے اگر تمہیں محبت ہے تو تم اگر قسمیں کھا کر بھی سمجھو کہ تم وفا کرو گے تو ہم جانتے ہیں کہ تم کر بھی تو نہیں وفا نہیں کرو گے جس سے تمہیں پیار ہے اگر اس میں ہی وفا نہ ہو تو تمہارا تعلق کیسے ہمیشہ قائم رہ سکتا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی تقدیر کئی رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے کئی حادثے ہو جاتے ہیں۔ کئی طرح سے شکلیں ضائع ہو جاتی ہیں یا بعض شکلیں ایسی ہوتی ہیں جو جوانی میں خوبصورت لگتی ہیں لیکن عمر کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ بھیانک ہونے لگ جاتے ہیں بعض جسم ایسے ہوتے ہیں جو کنوارپن میں خوبصورت دکھائی دیتے ہیں مگر شادی کے بعد وہ بگڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور بعض خاندانی مزاج ہیں جو ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہیں تو شکل اور جسم کو بیاہ شادی کے موقعہ پر خدا بنا لینا اور یہ سمجھنا کہ اس کے بغیر گزارا نہیں یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسے خدا ہمیشہ ان عبادت کرنے والوں سے بے وفائی کرتے ہیں لیکن جو لوگ دین کو اپناتے ہیں۔ خدا کی خاطر حسن خلق کی تلاش میں رہتے ہیں۔ نیکیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ نیکیوں کے متعلق قرآن کریم نے "الباقیات الصالحات" فرمایا کہ نیکی کی تعریف میں ہمیشہ رہنا شامل ہے۔ وہ کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے اور حسن خلق اگر وہ سچا ہو اور خدا تعالےٰ کی محبت میں اسکی بنیاد ہو تو ایسا حسن خلق جامد نہیں ہوا کرتا بلکہ ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورة الضحیٰ آیت ۵)

تیرا کوئی دن بھی ایسا نہیں جو تجھے حسین تر نہ بنا رہا ہو۔ لوگ بڑھاپے کی طرف حرکت کرتے ہیں تو جسم بالآخر اپنے سارے حسن کھو بیٹھتا ہے یہاں تک کہ دماغی نشو و نما بھی چلتے چلتے رُک جاتی ہے اور پھر تنزل یہ انحطاط ہو جایا کرتی ہے۔ اَرذل العمر تک بھی لوگ پہنچ جاتے ہیں لیکن حسن خلق اور نیکی کا حسن ایسا ہے جو نہ صرف جوان رہتا ہے بلکہ اس کی جوانی میں ہمیشہ نئے رنگ بھرتے رہتے ہیں۔ پہلے سے زیادہ دلکش ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ۔

ساری باتیں تمہارے سامنے خوبصورت لباس اوڑھ کر آئیں گی کہ ہمیں چن لو

کبھی تمہیں حسب نسب دکھائی دے گا کہ ہاں حسب نسب ہو تو رشتے اچھے ہوں گے اور کبھی تمہیں مال دکھائی دیگا کہ ہاں مال ہو تو پھر رشتے اچھے ہونگے۔ کبھی بڑے مرتبے اور نوکریاں دکھائی دیں گی۔ ہی حسن تمہارے سامنے اپنا جلوہ دکھائے گا اور تمہاری آنکھوں کو خیرہ کرے گا مگر یہ ساری چیزیں عارضی اور فانی اور بے حقیقت ہیں۔ جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ دین ہے حسن خلق ہے۔ حسن سیرت ہے اگر اس کو تم اپناؤ گے تو تمہاری شادیاں کبھی ناکام نہیں ہونگی لیکن جو ان کو بہتر سمجھتے ہیں اُن کی ناکام نہیں ہوتیں اور اس کا تعلق نیت سے ہے۔ ایک ہی شخص اگر اپنی نیت میں دین کو داخل کرتا ہو اور دین کو اہمیت دیتا ہو تو اس کا رشتہ ہمیشہ بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ یعنی نکاح کے بعد، رخصتانے کے بعد، بچوں کے بعد جسم انحطاط بھی کر رہے ہوں گے لیکن جس کی نیت میں یہ بات داخل ہو کہ مجھے حسن فطرت چاہیئے اس کو اللہ تعالےٰ یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنی بیوی سے محبت میں بڑھتا رہے گا اور بیوی اس کی محبت میں بڑھتی رہے گی کیونکہ حسن فطرت ترقی کیا کرتا ہے حسن خلق ترقی کیا کرتا ہے۔ وہ حسن فطرت اور

وہ حسن خلق جس کی بنیاد خدا کی محبت میں ہو

وہ ہمیشہ ترقی پذیر رہتے ہیں لیکن جس کی نیت میں شروع سے ہی دال ہو یا اَور باتیں ہوں اس کے لئے یہ دین بجائے خوشی پیدا کرنے کے مصیبت بن جائے گا، اس کے لئے ایک سوہان روح ہو جائے گا اور اس کو دین کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اس لئے دین فی ذاتہ خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک چاہنے والے کی نیت میں دین نہ ہو اس وقت تک

باہر سے ملا ہوا دین اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا کرتا۔ پس آخری تان پھر اسی بات پر ٹوٹتی ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ جو باہر سے چیز نظر آ رہی ہے اس کی خواہ کوئی بھی اہمیت ہو عقلاً آپ ثابت کر دیں کہ فلاں چیز بہتر ہے جب تک سفر کرنے والے کی نیت میں وہ چیز داخل نہ ہو اس کا مقصد ہی نہ ہو اس وقت تک اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی چنانچہ بعض عورتیں بیچاریاں ایسی ہیں جو بہت ہی خوبیوں کی مالک ہیں لیکن ساری زندگی یوں محسوس کرتی ہیں کہ وہ ایک لالہ صحرا ہیں۔ صحرا میں کھلنے والا لالے کا پھول ہیں جس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ خاوند موجود ہے۔ سائس موجود ہے دوسرا گھر بھرا پڑا ہے لیکن اس کی خوبیوں پر نظر ہی کوئی نہیں گویا وہ موجود ہی نہیں ہیں اور سخت محرومی کا شکار رہتی ہے۔ اسی طرح بیچارے وہ مرد ہیں جو بڑی خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں لیکن جس گھر میں شادی کرتے ہیں وہ دنیا دار ہے۔ اُن کے نزدیک اِن چیزوں کی اہمیت ہی کوئی نہیں ہے کہ کوئی دیندار ہے کوئی نیک فطرت ہے۔ کوئی قدر شناس ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ دنیاوی لحاظ سے یہ چالاک ہے کہ نہیں سمارٹ نظر آنے والا ہے کہ نہیں۔ فیشن پرست ہے کہ نہیں۔ سوسائٹی میں جاتا ہے کہ نہیں سیاستدان ہے کہ نہیں۔ اس قسم کی چیزوں میں ان کو دلچسپی ہوتی ہے چنانچہ ایسا مرد بیچارا یوں لگتا ہے جیسے نہ صرف یہ کہ صحرا میں کھلا ہوا لالہ ہے بلکہ بھینسوں میں گھرا ہوا لالہ بن جاتا ہے۔ کوئی قدر نہیں۔ وہ اپنی بدبو سے لالے کی خوشبو پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ کی زندگی کی کامیابی کا آخری فیصلہ نیت پر ہی ہو گا اور پہلا فیصلہ ہے جس نے آخری فیصلہ بننا ہے۔

بہت سے خطوط میں میرے سامنے یہ واقعات پیش ہوتے رہتے ہیں۔ ایک ایسا خاندان ہے جس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ماں نے بھی مجھے خط لکھا۔ اس کے بیٹے نے خود بھی خط لکھا کہ ہماری زندگی عجیب اجیرن بن گئی ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کیا کریں۔ بڑی چاہت سے ایک لڑکی کو گھر لائے تھے اس خیال سے کہ بزرگوں کی اولاد ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کی اولاد ہے اور ایسا خاندان ہے جو جماعت میں معروف ہے لیکن لڑکی ایسی دنیا پرست ہے کہ جب بھی میں دین کی خاطر قربانی کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کوئی چندہ دینے کی کوشش کرتا ہوں تو گھر میں ایک جہنم بن جاتی ہے یوں لگتا ہے کہ گھر میں سکون کو آگ لگا دی گئی ہے۔ بچوں کے سامنے بولتی، گند بکواس کرتی۔ ہر وقت یہ طعنے دیتی کہ مولویوں کے پلے میں کہاں پڑ گئی۔ نہ عقل نہ سمجھ۔ اپنے بچوں کی بھلائی اپنے ہاتھوں سے جماعت کے نام پر پھینکتے چلے جا رہے ہو اور پتہ ہی کوئی نہیں کہ اپنا بھی کوئی حق ہے۔ وہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ جو کچھ خدا نے دنیا کی نعمتیں مجھے دی تھیں وہ ساری میں نے اپنی اولاد کو بھی دیں۔ اپنی بیوی کو بھی دیں۔ ان کے لئے کبھی کوئی کمی نہیں رکھی، اس کے باوجود دل کی خباثت کا یہ حال ہے اور دنیا داری کا یہ حال ہے کہ دین کی خاطر معمولی قربانی بھی گوارا نہیں تو چونکہ یہاں دھوکہ ہوا ہے۔ اس بیچارے کا نیت کا سفر درست تھا لیکن اس کے باوجود چونکہ ایک انسانی فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے (کچھ چھپانے والے چھپا لیتے ہیں) اس لئے دوسری کی نیت کا فتور ان بیچاروں کے لئے جہنم بن گیا۔ تبھی قرآن کریم کی وہ آیات جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت کی جاتی ہیں وہاں تقویٰ کی تکرار پائی جاتی ہے ایک کا تقویٰ کافی نہیں ہو گا۔ تم۔

دونوں کے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو

ورنہ ممکن ہے کہ ایک طرف کا تقویٰ ضائع چلا جائے کیونکہ دوسرا فریق تقویٰ اختیار نہیں کرتا اور ایک کے ظلم کے نتیجے میں دوسرا فریق بھی مظلوم ہو جائے۔ پس ایسے واقعات بھی دنیا میں ہوتے ہیں لیکن ان کا ایک ہی حل ہے اور وہ حل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش کیا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی اور آپ نے ہمیں اس مسئلے اور اس کے حل سے مطلع فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت تھی کہ آپ جب خانہ کعبہ آباد ہو گیا اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر آباد ہوا اور وہاں بڑی رونق ہوئی تو آپ اس عرصہ میں کئی بار دوبارہ وہاں تشریف لائے اور وہاں جا کر آپ حالات کا جائزہ لیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آپ وہاں تشریف لائے تو حضرت اسماعیلؑ موجود نہیں تھے۔ آپ نے ان کی بیوی سے گفتگو کی اور یہ معلوم کیا کہ بیوی نہ مہمان نواز ہے نہ اور اخلاق سے آراستہ ہے بلکہ ایک ایسی قسم کی چیز ہے جو اسماعیلؑ کی شایانِ شان نہیں۔ چنانچہ انہوں نے چونکہ جلدی جانا ہے اور حضرت اسماعیلؑ کسی لمبے سفر پر گئے ہوئے تھے اس لئے بیوی کو یہ کہا کہ جب تمہارا میاں واپس لوٹے تو اس کو کہنا کہ تمہارا باپ آیا تھا اور یہ نصیحت کر گیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ نے جب یہ بات سنی تو فوراً اس بیوی کو طلاق دی اور کہا کہ میرے باپ نے جو نصیحت کی ہے وہ برحق ہے اور اس کے بعد پھر دوسری شادی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسی نیک اور پارسا خاتون تھیں کہ اس کے نتیجہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی بعد ازاں اسی کی صلب سے پیدا ہوئے تو دیکھیں کہ

اچھی اور نیک بیوی کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

اگر اس وقت کوئی یہ اعتراض کرتا کہ دیکھیں حضرت ابراہیمؑ کو کیا حق تھا کہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کرتے اور بیٹے کے گھر کو برباد کر کے وہاں طلاق واقع کروا دیتے تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو اہل اللہ ہوتے ہیں، جو خدا تعالیٰ کے نور سے روشن ہوتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے فراست پاتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ کس چیز کو اہمیت دینی ہے اور کونسی دوسری چیزیں بے معنی اور حقیر ہیں۔ آپ جانتے تھے کہ حضرت اسماعیلؑ کو ایک بہت بڑا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ ان کی نسل سے آئندہ زمانے کے سارے انسانوں کی نجات وابستہ ہے اور یہ وہ ماں نہیں ہے جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ پس اگر وہ فیصلہ نہ کرتے تو گویا دنیا کے لئے جہنم کا فیصلہ کر رہے ہوتے لیکن آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بیٹےؑ کو ویسی بیوی ملنی چاہیئے جو آئندہ نسلوں کے لئے وہ ماں بنے جس کے پاؤں کے نیچے سے جنت کے چشمے پھوٹ پڑیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صورت میں جو واقعہ رونما ہوا اور آپ کے فیض سے دنیا پر جنت کے جو سیلاب آ گئے یہاں تک کہ قلزم پھر گئے، جو لق و دق صحرا تھے وہ روحانی لحاظ سے سمندروں میں تبدیل ہو گئے تو دراصل اس فیصلے کو اس فیض میں ایک دخل حاصل ہے۔ کتنا گہرا فیصلہ تھا۔ ایک چھوٹا سا پیغام تھا کہ چوکھٹ بدل دو۔ تو جو خاوند اپنے مستقبل پر نظر رکھتے ہیں۔ جو خاوند یہ بھی جانتے ہیں کہ انہیں آیات میں جو نکاح کے موقعہ پر تلاوت کی جاتی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (سورۃ الحشر: ۱۹)

خبردار! جو کچھ تم آگے بھیجو گے اس کے بارہ میں جوابدہ ہو گے۔ اگر کوئی شخص یہ سوچے کہ اگر میں نے اس آیت کے مضمون کو بھلا دیا اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے آگے جہنم بھیج رہا ہوں تو میں خدا کو کیسے جواب دوں گا؟ تو یقیناً حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کی اہمیت اس پر خوب روشن ہو کر ابھرے گی۔ ایسے موقعہ پر اگر وہ کامل سنجیدگی کے ساتھ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ایک بے دین بیوی کو اپنے گھر رکھ کر اپنی اولادوں کے لئے میں جہنم پیدا نہیں کر سکتا اور اس کو صاف کہنے پر تیار ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ جو کچھ مجھ پر گزرے گی میں اب بے دینی برداشت نہیں کروں گا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اکثر بیویوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی کیونکہ ایسی ہی بیویاں شوخیاں دکھاتی ہیں جو یہ سمجھتی ہیں کہ خاوند کمزور ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ خاوند دین کی باتیں تو کر رہا ہے مگر دین کو اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ مجھ سے جدا ہو جائے اور اپنے لئے

(باقی مسلسل صفحہ ۹ پر)

دوبارہ تنہائی کی ایک زندگی اختیار کرلے لیکن عزم کی بات ہے۔ اہمیت کی بات ہے۔ اگر خاوند کی نیت جیسا کہ اس نے لکھا واقعۃً دین کی تھی تو اتنے عرصہ سے وہ دیکھ رہا ہے کہ دین نصیب نہیں ہو رہا بلکہ دین کے برعکس صورت حال ہے تو پھر وہ خود قصور وار ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی نیت میں اگرچہ دین کا ایک خیال شامل تو تھا۔ مگر وہ محض ایک سرسری خیال تھا۔ ایسے بنیاد کی حیثیت حاصل نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات۔ یہاں نیت کو بنیاد کے طور پر پیش فرمایا ہے، ایک سرسری خیال کے طور پر نہیں۔ پس ان سب باتوں پر غور کرتے ہوئے آپ جب تقویٰ کے مضمون کو اپنی روزمرہ کی زندگی پر جاری کرکے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک سادہ سے بیان میں کتنی پیچ در پیچ باتیں بھی بیان ہو چکی ہیں اور تان اسی بات پر آکر ٹوٹتی ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور اس کی بہترین تصویر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمائی کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

اور جب آپ نے یہ کہا تو الہامی مصرعہ اس کے بعد یہ ہوا جو اس شعر کا دوسرا مصرعہ بن گیا کہ

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس جڑ کی حفاظت کرو۔ اس کی خاطر ہر دوسری چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یقین رکھو کہ تمہیں سب کچھ مل گیا۔ خدا کرے کہ انہیں بنیادوں پر ہم اپنے آئندہ معاشرے کی تعمیر کریں۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں صرف سو سال نہیں ہزاروں سال تک ان نعمتوں سے حصہ پائیں اور ہماری شکرگزار رہیں اور ہمیں دعائیں دیں اور اللہ تعالیٰ اس فیض کو ہمیشہ ہمارے لئے اور ہماری اولادوں کے حق میں جاری رکھے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے ارشاد فرمایا :۔

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہوگا کہ جلسہ کے مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے یہاں چونکہ ظہر کے وقت بہت زیادہ لوگ باہر سے آتے تھے اور ان میں سے بہنوں کے لئے عصر تک ٹھہرنا ممکن نہیں تھا اس لئے نمازیں جمع کی جاتی رہیں لیکن اب چونکہ مہمانوں کی تعداد میں کمی آچکی ہے اور دوسرے نسبتاً عرصہ تک ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرنے پر دل میں کچھ بوجھ پڑتا ہے کیونکہ دن لمبے ہیں اس لئے کل سے انشاء اللہ تعالیٰ ظہر و عصر کی نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا ہوں گی۔ ظہر کی نماز دو بجے اور عصر کی نماز پانچ بجے ادا ہو گی لیکن رات چونکہ ابھی نسبتاً چھوٹی ہے اور مہمانوں کو دور دور جگہوں پر واپس جانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے اور بعض دفعہ سواریاں بھی میسر نہیں آتیں اس لئے رات کے وقت مغرب و عشاء کی نمازیں سردست کچھ عرصہ تک جمع ہوتی رہیں گی۔ اور جب میں حالات کا جائزہ لے کر مناسب سمجھوں گا اس وقت دوبارہ اعلان کر دوں گا کہ وہ بھی پھر اپنے وقت پر الگ الگ ادا ہوں۔

ضروری تصحیح و معذرت

بدر کے شمارہ نمبر ۲۶ مجریہ ۲۷ جون ۹۱ء صفحہ ۱۱ کے کالم نمبر ۲ پر ولادتیں شائع ہوئی ہیں جس میں مکرم حافظ مظہر احمد صاحب قادیان کے دوسرے بیٹے اظہر احمد نعیم کے ساتھ (واقف نو) لکھا گیا ہے جب کہ حافظ صاحب کا دوسرا بیٹا واقفین نو میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ پہلا بیٹا عزیزم اطہر احمد نعیم واقف نو ہے۔ قارئین اس کی تصحیح فرمالیں ادارہ بدر اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

(ایڈیٹر)

ضروری اعلان برائے لجنات بھارت

الحمد للہ بھارت کے ۱۳۷ مقامات پر تنظیم لجنہ اماء اللہ قائم ہے۔ ان میں سے ہر ماہ ۶۰-۷۰ مجالس کی رپورٹ مل جاتی تھی۔ لیکن اب چند ماہ سے لجنات بھارت پر اتنی سستی طاری ہو گئی ہے کہ باوجود توجہ دلانے کے صرف ۳۰-۳۵ رپورٹیں ہی مل رہی ہیں۔ لجنات اپنا اپنا جائزہ لیں اور ہر ماہ کی رپورٹ وقت پر باقاعدگی کے ساتھ بھجوائیں۔

اسی طرح شعبہ ناصرات الاحمدیہ لجنہ کا ایک اہم شعبہ ہے۔ لیکن اس شعبہ کو وہ اہمیت نہیں دی جا رہی ہے جو دینی چاہیئے۔ اس شعبہ کی صرف ۱۲-۱۳ رپورٹ مل رہی ہیں۔ شعبہ ناصرات الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ کے شعبہ کی اصل ابتداء ہے۔ جس کو تربیت اور ترقی دینا ایک لازمی امر ہے۔ لیکن صدر لجنات اس کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے رپورٹ بھجوانے میں سستی کر رہی ہیں۔ جہاں جہاں تنظیم ناصرات الاحمدیہ قائم ہے۔ ہر لجنہ فوری طور پر وہاں کی کل تعداد ناصرات بھجوائے اور لجنہ کی ماہانہ رپورٹ کے ساتھ ناصرات کی رپورٹ بھی علیحدہ بھجوائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

تحریک جدید کا مالی سال اختتام پذیر ہے!

احباب کرام کو بخوبی علم ہے کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے جہادِ کبیر "تحریکِ جدید" الٰہی تحریک ہے۔ تحریکِ جدید کا مالی سال رواں ۳۱ اکتوبر کو ختم ہو رہا ہے۔ سال کے اختتام سے قبل چندہ تحریکِ جدید مکمل ادا کرنے والے احباب کے لئے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ سیکرٹریان مال و تحریک جدید سے گزارش ہے کہ اپنی جماعت کا چندہ تحریک جدید فوری طور پر مکمل وصول کرکے مطلع فرمائیں۔

نیز سال آئندہ ۹۲-۱۹۹۱ء کے وعدہ جات چندہ تحریکِ جدید احباب جماعت سے معہ اضافہ نوٹ کروالیں۔ جماعت کا کوئی بھی فرد اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے سے رہ نہ جائے۔ مرحومین اور بچوں کے نام بھی شامل کریں۔

جیسے جیسے غلبۂ اسلام کے دن قریب آرہے ہیں تحریکِ جدید کے اخراجات بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس لئے اضافہ وعدہ جات کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کا بجٹ دیکھ کر فرمایا کہ !۔

"تحریکِ جدید سے وقفِ جدید کا بجٹ بہتر ہے۔ وقفِ جدید سے بہت پیچھے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ توجہ کم ہے۔"

حضور کے اس ارشاد کے مطابق چندہ تحریک جدید میں خصوصی اور نمایاں اضافہ کی ضرورت ہے۔ احباب کرام برائے مہربانی اس سلسلہ میں تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔ چندہ تحریک جدید صدقہ جاریہ اور غلبۂ اسلام کے لئے جہادِ کبیر ہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواستِ دعا : مکرمہ پروفیسر نیلوفر رحمٰن سلیمہ صاحبہ D.H.P. عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں علاج جاری ہے۔ ۱۵۰۰/- روپے مختلف مدات میں ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ ان کی معجزانہ شفایابی اور قبولِ احمدیت کے لئے احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ آسنام

دوسری قسط

سیرت سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر مذاہب کے پیروؤں سے عدل اور حسن و احسان کا سلوک

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

دیگر اہلِ مذاہب کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک

(۳) :۔ پھر آپ ہی کی خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی قتل ہوگیا اور اس کے قاتل کا باوجود کوشش کے پتہ نہ چل سکا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو انتہائی بے چینی اور بیقراری کے عالم میں آپ گھر سے باہر نکل آئے۔ مسلمانوں کو مسجد میں جمع کیا اور خود منبر پر چڑھ گئے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے انتہائی جلالی خطبہ دیا اور فرمایا کہ :۔

”خدا نے مجھے خلیفہ بنایا اور اسلامی حکومت کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں دی۔ اب کیا میرے ہوتے ہوئے مخلوقِ خدا کا اس طرح خون ہوگا! تم لوگوں کو خدا کی قسم ہے کہ جسے اس واقعہ کے متعلق کچھ علم ہو مجھے بتائے۔“

اِس پر ایک صحابی بکر بن شدّاخ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین! یہ قتل مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ اس پر خلیفۂ اسلام نے فرمایا :۔

”اللہ اکبر! تم اس کے قاتل ہو۔ تم سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی بریت ہے تو پیش کرو۔“

(اسد الغابہ ذکر بکر بن شدّاخ)

احبابِ کرام! یہ ہے وہ عدل و انصاف کا ضابطۂ اسلامی جسے رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت میں رواج دیا۔ کیا یہ کسی تعجب سے کم ہے کہ ۱۴ سال تک دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ہاتھوں ظلم و ستم کی چکی میں پیستے رہے اقتدار میں آنے پر نہ صرف یہ کہ ان سے کوئی انتقام نہ لیا بلکہ ان کے حقوق کی اس طور پر نگہداشت کی اور تمام مناخرت اور تمام نسلی عصبیتوں کو اس طرح مٹا کر رکھ دیا اور عدل و انصاف کے ذریعہ ایک ایسا پُر امن فضاء قائم کر دیا کہ آج دورِ حاضر میں ہر جتن کے باوجود تمام قومیں اور حکومتیں ایسی فضاء کے قائم کرنے میں انتہائی درجہ ناکام اور نامراد ہیں۔

اِس جگہ اس حقیقت کے بیان سے میں رُک نہیں سکتا کہ جب تک دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑا نہ گیا اور آپ کی طرف دستِ سوال کو نہ بڑھایا گیا اس وقت تک دُنیا کی ہر کوشش اور ہر تدبیر مثبت نتیجہ پیدا کرنے میں ناکام اور نامراد رہے گی۔ جیسا کہ امام جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج دُنیا میں پیدا ہونے والے خطرات کا ذکر کرتے ہوئے اور امنِ عالم کو تباہ کرنے والے محرکات کا تجزیہ کرتے ہوئے جماعت کو اس بھیانک دور میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا :۔

”جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دُنیا کی سیاست کو روشناس کرائے اور جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں وہ ایک جہاد شروع کر دیں۔ ان کو (یعنی اقوام عالم کو) بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خود غرضی اور ناانصافی پر ہے۔ دُنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں معاہدات کر لیں۔ جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو اُبھاریں لیکن جب تک اسلامی عدل کی طرف نہیں آئیں گے اور جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے جو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسلئے صرف و صرف آپ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے۔ باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں۔ جھوٹ ہیں۔ سیاست کے فسادات ہیں۔ ڈپلومیسی کے دجل ہیں۔ اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس امنِ عامہ کے قیام کی خاطر یا امنِ عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دُنیا سے تعصبات کے خلاف جہاد شروع کر دیں اور دُنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے جہاد شروع کر دیں۔ سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کے لئے جہاد شروع کر دیں۔ .... پس جن لوگوں یعنی جن قوموں کو آج عراق میں ایک خطرہ دکھائی دے رہا ہے میں ان کو ہزار خطرے سارے عالم میں پھیلتے ہوئے دکھا سکتا ہوں۔ اگر وہ واقعی امنِ عالم کے خواہاں ہیں تو جیسا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا ہے وہ انصاف پر قائم ہو کر اسلامی انصاف پر قائم ہو کر جو نہ مشرق جانتا ہے نہ مغرب، نہ شمال اور جنوب کی تقسیم سے واقف ہے بلکہ محض اللہ کو پیشِ نظر رکھ کر ایک نظریۂ انصاف پیش کرتا ہے اس اسلامی انصاف پر قائم رہ کر اگر یہ اپنے تنازعات کو حل کرنے یا دُنیا کے تنازعات اور جھگڑوں کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دُنیا کو امن نصیب ہو سکتا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ شفقت سے یہ امن نصیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی نبی ہے جس کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ہے۔ پس جسے خدا نے سب دُنیا کی قوموں اور جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس کے سامنے جب تک تم دستِ سوال نہیں بڑھاتے جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دُنیا کو امن نہیں عطا کر سکتے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر جہاد شروع کر دینا چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۰ء)

دیگر مذاہب کے پیروؤں سے حُسن و احسان کا سلوک

محسنِ کائنات سیّد ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پر اختلاف مذہب کی بناء پر ہونے والے مظالم کے رجحانات کو مٹا کر اسلامی ضابطۂ اخلاق کے مطابق دیگر مذاہب کے لوگوں

کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور پھر اس پر عمل کر کے دکھایا وہاں پر اس نیکی کو فروغ دینے کے لئے اور اس عمارہ کی بنیادوں کو مزید مستحکم کرنے کے لئے اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کہ اے مسلمانو! پروردگار کا یہ حکم ہے کہ تم بلا لحاظ مذہب و ملت تمام بنی نوع انسان سے عدل و انصاف کے ساتھ پیش آؤ اور چاہیئے کہ تمہارے قدم یہاں پر نہ رُک جائیں بلکہ ہمدردی خلائق میں انہیں آگے سے آگے بڑھاتے چلے جاؤ اور خلق خدا کے ساتھ عدل و انصاف کی نیکی کو ترقی دے کر حسن و احسان کی راہوں پر گامزن ہو جاؤ۔

پس اس لحاظ سے یہ جان لینے کے بعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کے لوگوں سے کس طور پر عدل و انصاف کا سلوک فرمایا آپ کے اس حسن و احسان کی کچھ مختصر جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔ جس نے دیگر مذاہب کے لوگوں کے دلوں سے مدتوں کے نفرتوں اور کدورتوں کو نکال اُن میں پیار و محبت کا شمع روشن کر دیا۔

(۱) آزادیٔ ضمیر!۔ چونکہ آزادیٔ فکر اور آزادیٔ ضمیر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اس لئے سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ضابطۂ اخلاق میں انسان کی اس آزادی کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ مذہبی معاملات میں جبر و تشدد کے خلاف ایک ایسا پُر امن لائحہ عمل تجویز کیا کہ جس پر چل کر مذہب کے نام پر ہونے والے خون کا ہمیشہ ہمیش کے لئے خاتمہ ہو گیا اور تمام اہل مذاہب کو پوری آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کا ایک پاکیزہ ماحول عطا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے مذہبی معاملات میں آزادیٔ ضمیر کے اصول کو قائم کرتے ہوئے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی اور فرمایا:۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ (البقرۃ ۲۵۷)

یعنی جب گمراہی اور ہدایت کی راہیں متعین ہو چکی ہیں اور حق و باطل کا فرق نمایاں ہو چکا ہے تو پھر ہر انسان کا یہ اپنا کام ہے کہ وہ جس راہ کو اپنے لئے چاہے پسند کرے۔ اس لئے دین کے معاملہ میں جبر و تشدد کا خیال قطعاً جائز نہیں۔

پھر اسلامی نقطۂ نظر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ (یونس ۱۰۹)

یعنی میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دوں کہ اے لوگو! اب جب کہ تمہارے رب کی طرف سے از راہ شفقت تمہارے پاس حق یعنی اسلام آگیا ہے تو تم میں سے جو بھی حق کو قبول کرلیگا اور ہدایت کے راستہ پر گامزن ہوگا تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو حق سے منہ پھیر کر باطل کو قبول کریگا اور گمراہی کے راستے پر چلے گا تو اس کا وبال اسی کی جان پر پڑے گا اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو سُن لو کہ میں تمہاری ہدایت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

پھر آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اعلان فرمایا:۔ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ۔ (کہف ۳۰)

یعنی پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو یہ بتا دوں کہ جو اسلامی ضابطۂ اخلاق کی باتیں میں کر رہا ہوں در اصل یہی اسلام ہے جو حق ہے۔ پس چونکہ اسلام آزادیٔ ضمیر کا حامی ہے اسلئے جو چاہے اسے قبول کرے اور جو چاہے انکار کر دے۔

پھر سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارشاداتِ ربانی کی جو عملی تشریح دُنیا کے سامنے پیش کی اس کی بھی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے حدیث کی کتاب "ابو داؤد" میں یہ روایت آتی ہے کہ:۔

☆۔۔۔ فَلَمَّا اُجْلِیَتْ بَنُوْ نَضِیْرٍ کَانَ فِیْھِمْ مِنْ اَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا نَدَعُ اَبْنَآءَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد)

یعنی جب بنو نضیر مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تو ان میں وہ لوگ بھی تھے جو انصار کی اولاد تھے (اور منّت کی وجہ سے یہودی ہو چکے تھے) انصار نے انہیں روک لینا چاہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآنی آیت کے ماتحت کہ دین کے معاملہ میں جبر و تشدد جائز نہیں۔ انصار کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

☆۔۔۔ پھر فتح مکّہ کے موقعہ پر جب کہ عفوِ عام کا اعلان ہو چکا تھا اور غیر مسلم آبادی پُر سکون تھی لیکن چند ایسے مشرکین تھے جو اسلام دشمنی میں اپنے مظالم کی ہر انتہاء کو پار کر چکے تھے۔ واجب القتل قرار دیئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ابوجہل کا بیٹا عکرمہ تھا جو اپنے باپ کی طرح معصوم مسلمانوں کے ظالمانہ قتل کا ذمہ دار تھا۔ اپنی جان بچا کر یمن کی طرف جا رہا تھا۔ اس کی بیوی جو توحید کی پرستار کو دیکھ کر مسلمان ہو چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ یا رسول! از راہِ شفقت میرے خاوند کو بھی معاف فرما دیں۔ پیکر رحمت نے اس اُبلا کی التجا کو رد نہ کیا۔ فرمایا ہاں ہاں کیوں نہیں ہم اُسے بھی معاف کرتے ہیں۔

عکرمہ کے قدم یمن کی طرف تیز تیز اُٹھ رہے تھے کہ اس کی بیوی پیچھے سے جا ملی اور بولی! لَوٹ آ عکرمہ لَوٹ آ!! ایسے محسنِ عظیم کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ رحمۃ للعالمین نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ عکرمہ دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بولا۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ فرمایا! ہاں ہاں تمہیں معاف کر دیا ہے۔ عکرمہ پھر بول اُٹھا۔ یا رسول اللہ! جب تک اسلام سمجھ میں نہیں آتا کیا اس وقت تک اپنے دین پر قائم رہ کر مکہ میں رہ سکوں گا؟ احباب کرام! جانتے ہیں شہنشاہ مکّہ نے عکرمہ کو کیا جواب دیا؟ فرمایا!۔

"عکرمہ تمہیں پوری مذہبی آزادی اور امان ہوگی۔"

یہ ہے پیغام مصطفیٰ کے ضابطۂ اخلاق کا وہ نظریہ جو آزادیٔ ضمیر سے تعلق رکھتا ہے اور جو حکومتِ اسلامی میں ہر مذہب والوں کو حاصل تھا۔ یہ ہے وہ اسوۂ مبارکہ کہ جس کی نظیر ممکن نہیں۔

☆۔۔۔ پھر آپ کے بعد آپ کے اسوۂ حسنہ کو اُمت نے ہمیشہ زندہ اور تابندہ رکھا۔ واقعات کثیرہ سے بطور مثال ایک واقعہ کی طرف توجہ فرمایئے۔ اس واقعہ کو وثیق رومی بذاتِ خود بیان کرتے ہیں کہ:۔

کُنْتُ مَمْلُوْکًا لِعُمَرَ فَکَانَ یَقُوْلُ لِیْ اَسْلِمْ۔۔۔ قَالَ فَاَبَیْتُ فَقَالَ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ فَلَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ اَعْتَقَنِیْ فَقَالَ اِذْھَبْ حَیْثُ شِئْتَ۔ (عوارف بروایت ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء)

یعنی حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ان کا غلام ہوتا تھا۔ آپ مجھ سے فرماتے رہتے تھے کہ مسلمان ہو جاؤ مگر میں انکار کر دیتا تھا۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ کر خاموش ہو جایا کرتے تھے کہ اچھا! لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں۔ پھر جب انکی وفات کا وقت قریب آگیا تو انہوں نے خود بخود مجھے آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اب جہاں چاہتے ہو چلے جاؤ۔

(باقی آئندہ)

تیسری مجلس مشاورت بھارت

۲۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو قادیان میں منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتہائے احمدیہ بھارت کی تیسری مجلس مشاورت جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد ۲۹ر دسمبر کو منعقد ہوگی انشاء اللہ۔

امراء و صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت سے گزارش ہے کہ اس مشاورت کے لئے حسب قواعد نمائندگان کا انتخاب کروا کے بھجوائیں اور ایجنڈا کے لئے تجاویز بھی اپنی جماعتوں میں مشورہ کے بعد ارسال فرمائیں۔
نمائندگان کے نام اور تجاویز ۵ر نومبر تک خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمادیں

سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت

اعلانِ نکاح

۱۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی طاہر احمد منور ابن مکرم ماسٹر عبد الحلیم صاحب مرحوم دیودرگی ساکن بنگلور کا نکاح مسماۃ ملکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم خضر محمود صاحب ساکن شیموگہ (کرناٹک) کے ساتھ مبلغ دس ہزار (-/۱۰۰۰۰) روپے حق مہر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نائب ناظم وقفِ جدید قادیان نے مورخہ ۲۹/۸/۹۱ کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔

خوشی کے اس موقعہ پر مختلف مدات میں برادرم طاہر احمد صاحب نے مبلغ -/۱۵۰ روپے ادا کئے ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(خاکسار: کلیم احمد ناصر بی کام قادیان)

۲۔ خاکسار کی ہمشیرہ شہناز آراء بنت مکرم محمد صلاح الدین صاحب ملک مرحوم ساکن قادیان کا نکاح مکرم سید محمد مظفر عالم صاحب ولد مکرم سید عاشق حسین صاحب شاہی منزل تاتارپور بھاگلپور کے ساتھ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نائب ناظم وقفِ جدید قادیان نے ۲۸ر اگست کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(خاکسار: اعجاز احمد ملک قادیان)

سالانہ اجتماعات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت درج ذیل تفصیل سے ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:

۱۔ مجلس انصار اللہ بھارت کا بارہواں سالانہ اجتماع امسال ۱۶-۱۷ر اکتوبر (بروز بدھوار۔ جمعرات) کی تاریخوں میں قادیان میں ہوگا۔

۲۔ لجنہ اماء اللہ بھارت کا چھٹا سالانہ اجتماع ۱۸ر ۱۹ر ۲۰ر اکتوبر کی تاریخوں میں قادیان میں منعقد ہوگا۔

۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا چودھواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا تیرھواں سالانہ اجتماع ۱۸-۱۹-۲۰ر اکتوبر کو قادیان میں ہوگا۔

ذیلی تنظیموں کے زیادہ سے زیادہ اراکین اجتماعات میں شرکت کر کے پروگراموں کو کامیاب بنائیں۔

(ادارہ)

ولادت

میری لڑکی سیدہ ثروت پروین نسرین اہلیہ سید سرفراز حسین کا چیگوڑہ حیدرآباد کو اللہ تعالیٰ نے ۷/۸/۹۱ کو پہلا لڑکا عطا کیا ہے جس کا نام سید ابرار حسین ادریس رکھا گیا ہے اس خوشی کے موقعہ پر اعانت بدر میں دس روپے

ادا کئے گئے۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(خاکسار: محمد ابراہیم خان قادیان)

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)

C.K. ALAVI, RABIYAH WOOD INDUSTRIES,
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM. 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبوی
بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ
(ترجمہ)
بزرگوں کی تعظیم کرو
منجانب: یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO:- OFF: 6378622 RESI: 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6, TARUN BHARAT CO-OP SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں
(کشتی نوح)
NIR®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل، ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۰
(ٹیلیفون نمبر):
۵۲۰۶ - ۶۱۳۷ - ۷۰۲۸